www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ طبع دوم

علمی حلقوں میں اس کتاب کی جس قدر پذیرائی ہوئی وہ میری توقعات سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے اپنے ایک عاجز بندے سے قرآن کریم کی یہ گرانقدر خدمت لے لی۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے لئے میں جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں کم ہے۔

اس کتاب پر مبارک باد کے لاتعداد خطوط موصول ہوئے۔ جن کی اشاعت ناممکن ہے۔ البتہ معروف علمی شخصیتوں کی طرف سے رسائل و جرائد میں جو تبصرے شائع ہوئے۔ ان میں سے چھ سات تبصرے اگلے صفحات میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ ان تبصروں کو من و عن شائع کیا جا رہا ہے الا یہ کہ کتاب کا نام' مصنف کا نام اور مکتبہ کا نام یا قیمت وغیرہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کو مزید مفید بنانے کے سلسلہ میں بھی دو تجاویز موصول ہوئیں۔ ایک یہ کہ اگرچہ اردو کے عنوانات حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ تاہم اگر ان کے صفحات نمبر بھی ساتھ درج کر دیئے جائیں تو بہت بہتر ہے چنانچہ اس دفعہ صفحات کے نمبر بھی عنوان کے ساتھ باریک قلم سے درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ کسی نہ کسی ضمیمہ میں ثلاثی مزید فیہ کے افعال کے خواص بھی درج کر دیئے جاتے تو بہتر تھا۔ علاوہ ازیں میں خود بھی سمجھتا تھا کہ بعض عربی مادوں کی وضاحت مزید تشریح طلب ہے لیکن ایسے اضافے چونکہ خاصے محنت طلب ہیں لہٰذا سردست دوسرے ضروری کاموں کی وجہ سے ان سے تعرض نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرصت دی تو شاید اگلے ایڈیشن میں ایسے اضافے کر سکوں۔ والسلام۔

آپ کی دعاؤں کا محتاج

عبدالرحمٰن کیلانی۔ دارالسلام وسن پورہ لاہور

رمضان المبارک 1415ھ مطابق فروری 1995ء

دیباچہ طبع سوم

محترم والد صاحب کی رحلت (18 دسمبر 1995ء) کے بعد ان کی بیش قیمت تصنیفات کی اہمیت مزید اجاگر ہو رہی ہے' قارئین کی طرف مسلسل یہ بھی اصرار تھا کہ ان کتب کی طباعت کا معیار بہتر بنایا جائے۔ بہر حال اللہ کی توفیق سے ہم نے سب کتب کو باری باری بہتر انداز میں طبع کرانے کا پروگرام بنایا ہے۔ مترادفات القرآن کو دیکھ کر آپ فیصلہ کریں گے کہ ہم کہاں تک اس پروگرام میں کامیاب ہوئے ہیں۔ محترم والد صاحب کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

نجیب الرحمٰن کیلانی

جامع مسجد الرحمٰن' شاہ فرید آباد' ملتان روڈ' لاہور فون: 5410756

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں، ارشادِ باری ہے:

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ۔ (۱۲/۲۵) — اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے یوسف پیچھے زلیخا) اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے (پکڑ کر جو کھینچا تو) پھاڑ ڈالا۔

۲۔ اَقْبَلَ: اِقبال اور اِستِقبال دونوں کے معنی کسی کے روبرو اور اس کی طرف متوجہ ہو جانے اور آگے بڑھنے کے ہیں (مف) یعنی کسی کی جانب آگے بڑھنا۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (۶۸/۳۰) — پھر لگے ایک دوسرے کو رُو در رُو ملامت کرنے۔ (جالندھری)

دوسرے مقام پر ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ (۴۶/۲۴) — پھر جب انہوں نے اس (عذاب) کو دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کی طرف بڑھ رہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا۔

ماحصل: قَدَمَ میں صرف آگے چلنے یا آگے بڑھنے، سَبَقَ میں دوسروں سے مقابلۃً آگے بڑھنے اور اَقْبَلَ میں کسی شخص یا کسی چیز کی طرف منہ کرنے اور آگے بڑھنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

۲۲۔ آگے بھیجنا

کے لیے دو الفاظ قَدَّمَ اور اَسْلَفَ (سلف) آتے ہیں۔

۱۔ قَدِمَ کے اصل معنی (۱) آگے بڑھنا، آگے چلنا اور (۲) آگے نکل جانا (م۔ل) اور قَدَّمَ بمعنی "کوئی کام وقت ضرورت سے پہلے کرنا اور اس کی ضد اَخَّرَ یعنی کسی کام کو مناسب وقت پر نہ کرنا اور پیچھے ڈال دینا (مف) اور یہ مناسب وقت موت ہے یعنی موت سے پہلے اپنی زندگی میں جو اعمال انسان نے کیے وہ گویا سب اس نے اپنی اخروی زندگی کے لیے آگے بھیجے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ (۲/۹۵) — اور ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں یہ یہود کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے۔

پھر کسی شخص کو کوئی کام کرنے سے پیشتر اس کے نتائج سے آگاہ کرنے کے لیے بھی قَدَّمَ کا لفظ آتا ہے۔ مثلاً:

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (۵۰/۲۸) — اللہ تعالیٰ (اہل دوزخ سے قیامت کے دن) فرمائے گا کہ ہمارے حضور رد و کد نہ کرو۔ ہم تمہارے پاس پہلے ہی (عذاب کی) وعید بھیج چکے تھے۔

۲۔ اَسْلَفَ، سَلَفَ کے معنی کسی چیز یا کام کا گزر جانا (م۔ا) بیع سلف وہ بیع ہے جس میں قیمت پیشگی ادا کر دی جاتی ہے اور اسلاف گزشتہ دور میں گزری ہوئی نسلوں کو کہتے ہیں۔ گزشتہ آباؤ اجداد (منجد) قرآن میں ہے اِلَّا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) شقوۃ۔ ایسی بدبختی جو مقدر ہو۔ (۲) نحوسۃ۔ بدبختی اور سختی کا دور۔ (۳) طائر۔ کسی کے متعلق بدبختی کی فال لینا۔ بدشگونی (۴) شُئُوم۔ شامۃ۔ اعمال کے نتیجہ میں متوقع بدبختی۔ (۵) حُسُوم۔ ایسی بدبختی جو ملیامیٹ کر دے۔

۲۵۔ بددعا دینا

کے لیے لَعَنَ، بَعِدَ، سُحْقًا اور اِبْتَہَلَ (بہل) کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ لَعَنَ بمعنی کسی کو ناراضگی کی بنا پر اپنے سے دور کرنا اور دھتکارنا ہے۔ اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا مطلب اللہ کی رحمت اور توفیق سے دور ہونا ہے (مف) اور نیز بمعنی گالی دینا نیکی سے دور کرنا اور دھتکارنا ہے (منجد) اور لعنت بددعا کے لیے عام اور جامع لفظ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (۵/۷۸) — جو لوگ بنی اسرائیل سے کافر ہوئے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔

۲۔ بَعِدَ اور بَعُدَ (بُعْدًا) بمعنی دور ہونا۔ ہلاک ہونا۔ مرنا۔ اور بُعْدًا بددعا کا کلمہ ہے یعنی اللہ اس کو ہلاک کرے یا اپنی رحمت سے دور کرے (منجد) ارشاد باری ہے:

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (۱۱/۹۵) — سُن رکھو کہ مدین پر بھی (ویسی ہی) پھٹکار ہے۔ جیسے ثمود پر تھی۔

۳۔ سُحْقًا: سَحَقَ بمعنی دوا وغیرہ کو پیسنا ہے۔ اور اَسْحَقَ الثَّوْبُ بمعنی کپڑے کا پرانا ہونا اور اَسْحَقَهُ اللهُ کے معنی اللہ اسے ہلاک کرے (مف) نیز سَحِقَ سُحْقًا بمعنی دور ہونا اور اِنْسَحَقَ بمعنی دور کرنا بھی ہے (منجد) گویا یہ بھی بددعا کا کلمہ ہے اور اس کا معنی بھلائی سے دوری ہے۔ مگر اس میں بُعْدًا سے زیادہ شدت پائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (۶۷/۱۱) — پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ سو دوزخیوں کے لیے (خدا کی رحمت سے) دوری ہے (جالندھری)

۴۔ اِبْتَہَلَ: اَبْهَلْتُ فُلَانًا محاورۃً استعمال ہوتا ہے اور اس کا معنی ہے کسی کو اس کی رائے اور ارادہ میں آزاد چھوڑ دینا اور اَلْبَهْلُ وَالْاِبْتِهَالُ فِي الدُّعَاءِ کے معنی دعا میں پوری آزادی اور عاجزی سے دعا کرنا (مف) پھر چونکہ آیت مباہلہ میں اللہ کی لعنت کا ذکر ہے۔ اس لیے مباہلہ کا لفظ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے کے معنوں میں مشہور ہو گیا گویا اس کا استعمال بھی بُرے مفہوم میں ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي — پھر ہم دونوں فریق خدا سے دعا والتجا کریں اور جھوٹوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ پہاڑ

کے لیے جَبَل، رَوَاسِی، طَوْد، صَخْرَۃ اور اَعْلَام کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ جبل، اسم جنس ہے۔اس لفظ کا اطلاق ہر طرح کے پہاڑ پر چھوٹا ہو یا بڑا، بلند ہو یا پست، سب پر ہوتا ہے (فل ۲۶۶) اور اس کی جمع جبال آتی ہے۔ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ — پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو۔

جُزْءًا (۲/۲۶۰)

۲۔ رواسی: (راسیہ کی جمع) رسو بمعنی کسی چیز کا جما ہوا اور گڑا ہوا ہونا۔ثابت اور استوار ہونا۔رَسَا السَّفِيْنَةُ بمعنی جہاز کا لنگر انداز ہونا۔اور مَرْسٰی بندرگاہ کو کہتے ہیں (منجد) اور راسی اس بڑی دیگ کو بھی کہتے ہیں جو بڑی ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ نصب کی گئی ہو۔(۳۴/۱۳) اور راسیہ کے معنی مضبوط اور مستحکم پہاڑ (م۔ل منجد) اور رواسی بمعنی سلسلہ ہائے کوہ۔یہ عموماً جمع ہی استعمال ہوتا ہے۔دور تک پھیلے ہوئے پہاڑ۔ارشادِ باری ہے:

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ (۲۱/۳۱) — اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے اور جھکنے نہ لگے۔

۳۔ طَوْد: بہت بڑا پہاڑ۔جو بلند بھی ہو اور پھیلاؤ میں بھی بڑا ہو (فل ۲۶۷) اور صاحب منتہی الارب کے نزدیک بڑے پہاڑ کے علاوہ بہت بڑے تودۂ ریگ پر اس کا استعمال عام ہوتا ہے (م۔ل) ارشادِ باری ہے:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ (۲۶/۶۳) — تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا یوں ہو گیا (کہ) گویا بڑا پہاڑ (ہے)۔

۵۔ صَخْرَۃ: بمعنی چٹان۔چھوٹا سا بلند پہاڑ۔سخت پتھر (مف) دراصل صخرۃ ایک ہی بہت بڑا پتھر ہوتا ہے جو کافی بلندی تک چلا گیا ہو۔ابن فارس اس کے معنی حجر عظیم لکھتے ہیں (م۔ل) ارشادِ باری ہے:

www.KitaboSunnat.com

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (۹/۹) — اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جو وادی (قریٰ) میں پتھر تراشتے (اور گھر بناتے) تھے۔

۶۔ اَعْلَام: عَلَم کی جمع ہے۔اور عَلَم کے معنی نشان۔نشانِ منزل۔جھنڈا۔روشنی کا مینار اور پہاڑ سب آتے ہیں۔اور اعلام ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے ہمسروں میں ممتاز ہو۔نامور ہستیاں پہاڑ وغیرہ۔اعلام کے ساتھ ایسا قرینہ موجود ہو تو پھر اس کے معنی یقیناً پہاڑ ہو گا۔ارشادِ باری ہے:

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (۵۵/۲۴) — اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منجد) حَرْب کا لفظ قِتَال سے زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اس میں لڑنے کے علاوہ مالِ غنیمت حاصل کرنے کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ نیز یہ لفظ لڑائی کے اسباب و نتائج اور متاثرہ حالات تک کے پورے زمانہ کو محیط ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (۵/۶۴) — جب کبھی آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے لیے اللہ اُسے بجھا دیتا ہے (عثمانیؒ)

۳- زَحْف: زَحَفَ بمعنی گھٹنوں یا سرین کے بل دھیرے دھیرے گھسٹنا۔ اور زَحَفَ الْعَسْكَرُ إِلَى الْعَدُوِّ بمعنی لشکر کا کثیر ہونے کی وجہ سے دشمن کی طرف آہستہ آہستہ پیش قدمی کرنا۔ اور اَلزَّحْف دشمن کی طرف بڑھنے والے لشکرِ جرار کو کہتے ہیں (منجد) گویا زَحْفًا کے لغوی معنی لڑائی کرنا یا لڑائی کا میدان نہیں بلکہ کسی لشکرِ جرّار کا میدانِ کارزار کی طرف آہستہ آہستہ پیش قدمی کرنا ہے۔ جن کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہو جائے (م۔ق) اور زَحُوف اور زحافات، زمین کے ساتھ پیٹ لگا کر چلنے والے یا رینگنے والے جانوروں کو کہتے ہیں جیسے سانپ وغیرہ۔ ارشادِ باری ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (۸/۱۵) — اے ایمان والو! جب میدانِ جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا۔

۴- بَأْس: کا بنیادی مفہوم سختی، شدت، قوت اور ناگواری ہے۔ (م ل۔مف) خواہ وہ معیشت میں ہو جیسے تنگ دستی اور فقر و فاقہ۔ اور اس کے لیے عموماً بَاْسَآء کا لفظ آتا ہے خواہ عذاب کی صورت ہو یا لڑائی کی۔ صاحبِ منجد نے بأس کے معنی شجاعت، دلیری، قوت، خوف اور عذاب لکھے ہیں۔ اور بَأْس کا لفظ جب جنگ یا میدانِ جنگ کے لیے آتا ہے تو اس سے لڑائی کی سختیاں، شدائد اور جسمانی نقصان مراد ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ (۲/۱۷۷) — اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہنے والے۔

۵- جہاد: بمعنی کسی کام میں اپنی انتہائی کوشش صرف کرنا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ ہر وہ کوشش ہے جو ذاتی غرض کو چھوڑ کر محض اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے کی جائے۔ اور جہاد ایک شرعی اصطلاح ہے جس کا اطلاق عموماً جہاد بالسیف یعنی اپنی ذاتی غرض کو چھوڑ کر محض کلمۃ اللہ اور دین کی سربلندی کے لیے کفار سے لڑائی کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ (۹/۸۶) — اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جنگ کرو۔ تو جو ان میں دولت مند ہیں تم سے اجازت طلب کرنے لگتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ زَفَّ: دوڑنے کی معروف چال۔ اور صاحبِ منجد کے نزدیک تیز دوڑنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ (۳۷/۹۳) — پھر (حضرت ابراہیمؑ نے) ان کو داہنے ہاتھ سے مارنا (اور توڑنا) شروع کیا تو وہ لوگ انکے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔

۴۔ رَكَضَ: رَكَضَ بمعنی ایڑی چلانا۔ رَكَضَ الرَّجُلُ دَآبَّتَهٗ اس نے اپنے جانور کو ایڑ لگائی تا کہ آگے نکل جائے (م۔ل) گھوڑے کو ایڑ لگانا۔ سرپٹ دوڑنا۔ قرآن میں ہے:

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ (۲۱/۱۲) — جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کیا تو اس سے بھاگنے لگے۔

۵۔ جَمَحَ: رسیاں تڑانا۔ گھوڑے کا تیزی کے ساتھ دوڑتے جانا اور سوار کے قابو میں نہ رہنا (منجد) ارشادِ باری ہے:

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ (۹/۵۷) — اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا (زمین کے اندر) گھسنے کی جگہ مل جائے تو اس طرف رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں۔

۶۔ هَرَعَ: لپکنا۔ جذبات سے بے قابو ہو کر دوڑنا۔ لرزہ براندام دوڑنا (فل ۳۳) بے قرار ہو کر لپکنا یا دوڑنا۔ غضب، ضعف، خوف یا سردی کی حالت میں بے قرار ہو کر دوڑنا (م۔ق) قرآن میں ہے:

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ (۱۱/۷۸) — اور لوطؑ کی قوم کے لوگ ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے۔

۷۔ نَسَلَ: بلندی سے پستی کی طرف دوڑنا۔ صاحبِ منجد کے نزدیک اس کا معنی تیز چلنا اور گرانا۔ اور ابن الفارس کے نزدیک اس کا معنی ایک چیز سے دوسری چیز آہستہ آہستہ نکالنا ہے (م۔ل) لیکن یہ معنی درج ذیل آیت میں مقصود نہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (۲۱/۹۶) — یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں۔

۸۔ اَوْفَضَ: بمعنی تیز دوڑنا۔ اور اَلْوَفْضَةُ بمعنی چمڑے کا ترکش جس میں تیر رکھے ہوتے ہیں (منجد) اور امام راغب کے نزدیک یوں دوڑنا جیسے شکاری شکار کے جال کی طرف دوڑتے ہیں (مف) قرآن میں ہے:

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ (۷۰/۴۳) — گویا کہ وہ کسی ہدف کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

۹۔ هَطَعَ: سامنے کسی چیز پر ٹکٹکی باندھے، مطیع و منقاد ہو کر آگے کو دوڑنا (م۔ل) قرآن میں ہے:

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (۵۴/۸) — وہ اس پکارنے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے اور کافر کہیں گے کہ آج کا دن کتنا سخت ہے۔

۱۰۔ ضَبَحَ: گھوڑے کا یوں سرپٹ دوڑنا کہ وہ ہانپنے لگے۔ ارشادِ باری ہے:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (۱۰۰/۱) — ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ رہے ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ (۹/۹۲) — تمہارے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دیں اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں۔

ماحصل: (۱) رَكِبَ: کسی بھی سوار ہونے والی چیز پر سوار ہونا۔

(۲) اِسْتَوٰی عَلٰی: کسی سواری پر سوار ہونے کے بعد جم کر بیٹھ جانا۔

(۳) حَمَلَ: کا معنی بوجھ اٹھانا اور لادنا ہے اور حَمَلَ عَلٰی بمعنی سوار کرنا۔

۲۴۔ سوائے (علاوہ)

کے لیے اِلَّا، دُوْن، غَيْر، وَرَآء اور اِسْتِثْنَاء کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اِلَّا: بمعنی مگر۔ سوائے۔ کلمہ استثنا ہے۔ اس صورت میں یہ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے (مف) جیسے ارشادِ باری ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (۲/۱۶۳) — اس بڑے مہربان اور رحم کرنے والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(۱) علاوہ ازیں یہ لفظ حصر کے معنی بھی دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (۲/۹) — اور نہیں دھوکا دیتے مگر اپنے آپ کو۔

۲۔ غَيْر: کا لفظ کبھی تو محض نفی کے لیے آتا ہے۔ جیسے ارشادِ باری ہے:

وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ (۴۳/۱۸) — اور وہ جھگڑے کے وقت بات کی وضاحت بھی نہ کر سکے۔

اور کبھی استثناء کے لیے آتا ہے۔ اس صورت میں یہ نکرہ کی صفت بن سکتا ہے (مف) جیسے ارشادِ باری ہے:

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ (۳۵/۳) — کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے؟

۳۔ دُوْن: دان بمعنی خسیس ہونا۔ کمزور ہونا۔ اور دُوْن بمعنی پست۔ نیچے۔ قدر و منزلت میں فروتر۔ اور شَيْءٌ دُوْنٌ بمعنی حقیر۔ گھٹیا چیز (منجد) اور دُوْن بمعنی جو کسی چیز سے قاصر اور کوتاہ ہو (مف) اور دُوْن جب سوائے کا معنی دیتا ہے تو اس میں کمتری اور خست یا کمزوری کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ (۳/۱۱۸) — اے ایمان والو! اپنے سوا کسی غیر مذہب والے کو اپنا رازدار نہ بنانا۔

اس میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے اہلِ مذاہب کی کمتری کا اظہار مقصود ہے۔

دوسرے مقام پر ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (۴/۴۸) — اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرے گا اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۷/۴۳) کسی کام کا فیصلہ نہیں کرتی جبتک تم حاضر نہ ہو (اور مشورہ نہ دو)

اس آیت میں امر کا لفظ کام، بات، معاملہ تینوں معنی دے رہا ہے اور کام کا قولاً یا فعلاً کوئی وجود بھی نہیں۔

اور اَمْرٌ بمعنی حکم بھی آتا ہے۔ اس صورت میں اس کی جمع اَوَامِرْ (ضد نواھی) ہوگی۔ اور جب اَمَرَ بطور فعل آئے تو اس کے معنی کام کرنا نہیں بلکہ حکم کرنا ہوتا ہے۔

۳۔ شَأْن: (ج شؤون) بمعنی بڑے بڑے امور۔ احوال۔ معاملات۔ حالت۔ اور مِنْ شَانِهٖ كَذَا بمعنی ایسا کرنا اس کی فطرت وطبیعت سے ہے (منجد) گویا شان سے مراد ایسے کام کرنا ہے جو کسی کے شایانِ شان یا مناسب حال ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (۵۵/۲۹) ہر روز اللہ تعالیٰ کو (تصرفات عالم کا) ایک دھندا ہے

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ جب یہ لوگ آپ سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں

فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (۲۴/۶۲) تو ان میں سے جسے چاہو اجازت دیا کرو۔

ماحصل: (۱) فعل: ایسا کام جو خواہ ارادتاً کیا جائے یا بلا ارادہ سرزد ہو۔

(۲) عَمِلَ: وہ کام جو کوئی غرض پوری کرنے کے لیے ارادتاً کیا جائے۔

(۳) صَنَعَ: کسی کام کو فنی مہارت سے کرنا۔

(۴) صدع: مشکلات کے باوجود کوئی کام کر گزرنا۔

(۵) جرح: عموماً برا کام کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(۶) تَعَمَّدَ: دیدہ دانستہ کوئی برا کام کرنا۔

(۷) اَمَرَ: یہ فعل سے بھی اعم ہے۔ اور قول وفعل اور حالت سب کو شامل ہے۔

(۸) شَأْن: کسی کا اپنے شایانِ شان کوئی کام۔

۷۔ کامیاب ہونا۔ مراد پانا

کے لیے اَفْلَحَ اور فَازَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَفْلَحَ، فَلَحَ کے معنی میں تین باتیں پائی جاتی ہیں (۱) پھاڑنا (۲) کامیابی (۳) بقا (م-ل) اور فَلَّاح بمعنی کسان جو بیج بونے کے لیے زمین کو پھاڑتا۔ فصل پکنے پر کامیابی سے ہمکنار ہوتا اور اس سے فائدہ اٹھانے پر اپنی مراد پاتا ہے۔ اور اَفْلَحَ بمعنی کامیاب ہونا۔ مراد کو پہنچنا جو کسی کے اپنے عمل اور محنت کے نتیجہ میں ہو۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ بلاشبہ ایماندار مراد کو پہنچے جو اپنی نماز میں عجز ونیاز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مقام پر فرمایا:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو
لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ (۶۹/۶) ان کے اعمال دکھلا دیے جائیں۔

۳۔ اَزْوَاج: زوج بمعنی جوڑا اور جوڑے کا ہر فرد۔ مثلاً شوہر بیوی کا زوج ہے اور بیوی شوہر کی زوج ہے۔ اور میاں بیوی دونوں مل کر بھی ایک ہی زوج ہے۔ جس مخلوق میں نر اور مادہ کا وجود ہے اس میں زوج کا تصور بھی موجود ہے حیوانات اور نباتات میں تو نر و مادہ کا تصور انسان کے علم میں آ چکا ہے مگر یہ تصور جمادات میں بھی پایا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ (۵۱/۴۹) اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

چونکہ زوج میں مصاحبت یا ساتھی ہونے کا تصور بھی موجود ہے لہٰذا چند ہم جنس جاندار چیزوں کے اکٹھا ہو جانے پر بھی زوج کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس صورت میں زوج کا معنی قسم، تقسیم یا فرقہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً (۵۶/۷) اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔

اور ازواج کا لفظ مختلف قسم کے ہم جنس مجموعوں پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مجموعہ کو ایک اکائی تصور کر کے ازواج کا معنی ہو گا۔ کئی قسم کے ایسے مجموعے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا اور آپ اُن مختلف قسم کے لوگوں پر نگاہ نہ کیجیے جنھیں
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (۲۰/۱۳۱) ہم نے (سامانِ دنیا) سے بہرہ مند کیا ہے۔

ماحصل: (۱) مُخْتَلِف: اشیا کی نوعیت جدا ہو تو اس کے لیے اور ...
(۲) اگر ایک ہی چیز کے منتشر اجزا کا اظہار مقصود ہو تو شتّٰی۔ اور اگر
(۳) ہم جنس کئی طرح کے مجموعوں کا اظہار کرنا ہو تو اَزْواج آئے گا۔

---

۱۷ ــــــ مدّت

کے لیے مُدَّت، اَمَد، عِدَّت، اُمَّة، مَلِيًّا، مَهَل اور عُمُر کے الفاظ آئے ہیں۔ (علاوہ ازیں اَجَل، حِيْن اور مِيْقَات "وقت" کے تحت دیکھیے)

۱۔ مُدَّت: مَدَّ (بمعنی کھینچنا اور کھینچ کر لمبا کرنا) سے مدت مصدر ہے۔ بمعنی وقت کی لمبائی۔ معروف لفظ ہے اور اس کا استعمال عام ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ (۹/۴) تو ان مشرکین سے اُن کا عہد ان کی (مقررہ) مدت تک پورا کرو۔

۲۔ اَمَد: اَمَد کا لفظ مدتِ دراز کے لیے آتا ہے اور مدت کی نہایت اور غایت کے لیے بولا جاتا ہے (مف) یہ لفظ ظرف زمان اور مکان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور مکان کی صورت میں فاصلہ کا معنی دیتا ہے (فق ل ۲۴۲) ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ظَلَّ: بمعنی ہمیشہ رہنا۔ ظَلَّ الیومُ۔ دن کا سایہ دار ہونا۔ سارا دن سایہ رہنا۔ ظَلِل بمعنی پانی جو ہمیشہ درختوں کے سایہ میں رہے۔ اور ظَلیل بمعنی سایہ دار۔ ہمیشہ سایہ والا۔ اور ظَلَّةٌ اسم مرّہ۔ اقامت (منجد) ظَلِلْتُ اور ظَلْتُ (ایک لام کے ساتھ) یہ اصل میں اس کام کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو دن کے وقت کیا جائے۔ مگر کبھی بمعنی صِرْتُ یعنی ہو جانا یا رہ جانا کے معنی میں بھی آجاتا ہے (مف) اور ظَلَّ بمعنی کسی کام کو سارا دن کرنا یا سارا دن ایک ہی جیسی حالت رہنا (م۔ق) گویا ظَلَّ میں دن بھر یا کچھ مدت تک کے لیے دوام پایا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ (۴۲/۳۳) — اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور جہاز سمندر کی سطح پر کھڑے رہ جائیں (جالندھری) پھر رہیں سارا دن ٹھہرے ہوئے

۴۔ اِسْتَمَرَّ: مَرَّ بمعنی گزرنا۔ جانا۔ کسی چیز کے پاس سے گزر جانا (مف۔ منجد) اور اسْتَمَرَّ بمعنی ایک حالت یا طریقہ پر باقی رہنا۔ ہمیشگی کرنا (منجد) ارشاد باری ہے:

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (۵۴/۲) — اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے (جالندھری)
جادو ہے پہلے سے چلا آتا (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) خَلَدَ: طویل مدت تک بلا تغیر ایک ہی حالت میں رہنا۔
(۲) وَصَبَ: میں دوام کے ساتھ وسعت اور مضبوطی پائی جاتی ہے۔
(۳) ظَلَّ: دن بھر کوئی کام کرنا۔ یا سارا دن ایک جیسی حالت رہنا۔
(۴) اِسْتَمَرَّ: شروع سے اب تک کسی حالت یا طریقہ کا بدستور رہنا۔

حروف نافیہ کے ساتھ ہمیشگی کا معنی دینے والے الفاظ

۵۔ دَامَ: دَوَامٌ بمعنی سکون اور مَاءُ الدَّائِمِ بمعنی کھڑا پانی جس میں کچھ حرکت نہ ہو۔ اور دام الشئ بمعنی کسی چیز کا عرصہ دراز تک بلا تغیر ایک ہی حالت میں رہنا (مف) اور دوام بمعنی ہمیشگی۔ یہ فعل بسا اوقات کسی دوسری حالت کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ یعنی جب تک یہ حالت رہے گی تو یہ بھی برقرار رہے گی۔ اس وقت اس پر مَا کا حرف داخل ہوتا ہے اور مَادَامَ "جب تک کہ" کا معنی دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا (۵/۲۴) — بنی اسرائیل کہنے لگے۔ موسیٰؑ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم وہاں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے۔

۶۔ زَالَ: بمعنی زائل ہونا۔ ٹل جانا۔ اور زوال بمعنی ڈھل جانا۔ یہ لفظ لَا اور مَا نافیہ کے ساتھ مل کر ہمیشگی کا معنی دیتا ہے اور ان معنوں میں ہمیشہ لَا اور مَا کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے (مف) اور ظرف زمانی کے لیے آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ — اور چند لوگوں کے سوا تم ہمیشہ ان یہود (کی ایک نہ ایک)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (۳/۱۲۳) — اور اللہ نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی جبکہ تم کمزور تھے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔ (۶۳/۸) — منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینے پہنچے تو ضرور نکالے گا جس کا زور ہے کمزور کو۔

اور ذلّ سے اسم فاعل ذلیل بھی آتا ہے اور ذلول بھی۔ ذلیل بمعنی عاجز۔ کمزور۔ ناتوان۔ اور ذلول بمعنی آسانی سے مطیع ہو جانے والا۔ فرمانبردار ہو جانے والا۔ تابع فرمان۔ ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا۔ (۶۷/۱۵) — وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم کر دیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ (۲/۷۱) — موسیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بیل کام میں نہ لگایا گیا ہو۔ نہ تو زمین جوتتا ہو نہ کھیتی کو پانی دیتا ہو۔

۳۔ رقبۃ ، ہمارے ہاں رقبۃ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ کسی چیز کی لمبائی کو اس کی چوڑائی سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب رقبہ ہے۔ رقبہ (ج ۔ رقاب ۔ رقبات) کا یہ مفہوم نہ قرآن میں ملتا ہے نہ لغت میں۔ رقبۃ گردن کے پچھلے حصہ یا گُدّی کو کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ کسی چیز کا جز بول کر کل مراد لیا جاتا ہے لہٰذا رقبۃ سے مراد غلام ہے۔ اور رقب بمعنی کسی کی گدی پر مارنا بھی اور اس پر کڑی نظر رکھنا بھی یہ لفظ کسی کی انتظار نگرانی و نگہبانی اور رکھوالی کے معنوں میں تو استعمال ہو سکتا ہے اور انہیں مفاہیم میں قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن ریاضی کی اس اصطلاح کا استعمال لغت سے کہیں نہیں ملتا۔

ارشاد باری ہے:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ (۹۰/۱۲) — اور تم کیا سمجھے کہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی (کی) گردن کا چھڑانا (یعنی غلام آزاد کرنا۔ کرانا)

۴۔ ضَلّ کا معنی گم ہونا بھی ہے اور راہ گم کرنا بھی ہے۔ ہمارے ہاں اس کا ترجمہ گمراہ ہونا ٹھیک کیا جاتا ہے لیکن اس لفظ کا مفہوم بڑا غلط سمجھا جاتا ہے یعنی غلط راستے پر پڑ کر سزاوار جہنم بن جانا۔ اسی لیے بعض مترجمین نے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳/۷) کے عجیب و غریب ترجمے کر دیے ہیں حالانکہ اس کا سیدھا سادا ترجمہ یہ ہے کہ "آپ کو راہ (ہدایت) نہیں مل رہی تھی اللہ نے آپ کو وہ راہ سجھا دی"۔ قرآن میں ہے:

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ (۳۲/۱۰) — کیا جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے۔

دوسرے مقام پر ہے:

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا (۲/۲۸۲) — اگر دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھول جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ